Bodleian Libraries
UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

16.C.4.
16C4

نکالین اور کچی سڑکون کا انتظام محکمۂ انجنیری کے سپرد ہوا تاکہ سال بسال اونکی مرمت ہوتی رہی اور کوئی اونکی زمین نہ دبانے پاے۔ تھوڑا عرصہ گزرا کہ ریل کی دو سڑکین تیار ہوکر جاری ہوئین انکی وجہ سے لکھنؤ ایک طرف شاہجہانپور فیض آباد سے ملگیا اور دوسری طرف کانپور اور بہرام گھاٹ سے۔

۴ شفاخانے سب جگہ بناے گئے جو دوائین عمدہ سے عمدہ فرنگیون کو معلوم ہین وہ ہر شخص پا سکتا ہی سکھاے پڑھاے ہندوستانی ڈاکٹر ہر وقت موجود رہتے ہین غریب سے غریب کا علاج دل لگا کر کیا جاتا ہی صفائی اور تندرستی کے قاعدے سبکو سکھائے جاتے ہین اور جتنے مرتے ہین اونکی گنتی کی جاتی ہی اس شمار سے سرکار کو ملک کی صحت و بیماری کا حال معلوم ہوتا رہتا ہی۔

INDIAN INSTITUTE

۳ جب تمام صوبہ مین امن ہوگیا اور رعایا چین سے بسر کرنے لگی تو سرکار کو یہ فکر ہوئی کہ رعایا کی جہالت اور نادانی دور کرے کیونکہ جب رعیت پڑھی لکھی نہین ہوتی تو عقلمند نہین ہوتی اور ایسے گناہ اور جرم ہنگامے اور فساد برپا کرتی ہی کہ سمجھدار آدمی کبھی نکریگا۔ اسلیے علم وہنر سکھانے کے واسطے سررشتہ تعلیم کی بنیاد پڑی تھوڑی تھوڑی دور پر سب ضلعون مین مدرسے قائم کیے گئے اور سرکاری صرف سے امیر و غریب سب کے لڑکونکو پڑھانا لکھانا شروع کیا اونچی کتابین پڑھنے کے لیے ضلع کا مدرسہ بنایا تاکہ جنکو شوق ہو وہ انگریزی ضلع اسکول مین جاکر پڑھین اور لکھنؤ مین تو تعلقدارون نے ملکر ایسا مدرسہ قائم کیا کہ وہان جاکر انسان سنسکرت فارسی عربی اور انگریزی زبان اور علم جہان تک جی چاہے حاصل کرے۔

۴ ساتھ ہی ساتھ اسکے سیکڑون ڈاکخانے کھولے گئے اور تمام رعایا چٹھی پرچہ خط کتابت سے ایک دوسرکیا حال دریافت کرنے لگی خرچ بہت کم رہگیا آدھ انہ مین جہان چاہو خط بیجد و ضرور پہونچ جاتا ہی صاف پتہ لکھنا شرط ہی۔ اگر تھوڑا لکھنا ہو تو پیسہ کا تاش کافی ہے۔

تیسرا سبق

سڑکین ریل کی سڑکین اور شفاخانے

۱ رعایا کی دولت بڑھانیکی غرض سے سوداگریکے راستے تمام صوبہ مین نکالے گئے نوابی مین تو سوا دریا کے مال کی نکاسیکی دوسری راہ نہ تھی دریا تک پہونچنے مین بڑی بڑی دقتین تھین جھگڑے اور گاڑیونکے راستے ایسے تھے کہ سال بھر کھلے رہے اور دوسرے سال اگر زمین دار کی مرضی ہوئی تو بند۔ اگر ندی پار کرنا ہوتا تو ٹوٹی پھوٹی ناؤ یا کشتی پر پار اوترتے اسمین پہرون لگتے تھے اور برسات مین بڑے دریاونکا پار کرنا ممکن نہ تھا۔ لیکن سرکار انگریز نے تمام دریاون پر موقع موقع سے پل باندھ دیے اور گنگا گرا پر بھی ناونکا ایسا پل باندھا کہ آٹھ مہینے سال بھر مین آسانی سے پار چلے جاسکتے ہین۔

پکی سڑکین بڑی صفائی اور خوبی کی شہرون اور بڑے قصبون کے درمیان نہین

اسامیونکا جوتنا بونا تعلقدار کے حق مین اچھا نہین اسلیے بیدخلی کا قانون بنایا گیا جس سے بیدخلی کی کارروائی معلوم ہوگئی اور اسامیون کے لیے یہ فائدہ رکھا گیا کہ جو کچھ وہ اپنی لاگت سے زمین مین ترقی کرین اوسکا بیدخل ہوتے وقت تعلقہ دار سے معاوضہ پاوین۔

۳ ان قاعدون پر کل اودھ مین تیس برس کے لیے بندوبست ہوا اب تمام صوبہ مین بندوبست ختم ہوچکا ہی کل اودھ مین پچیس ہزار آٹھ سو بیالیس موضعے ہین اُنمین سے پندرہ ہزار پانسو کے قریب چارسو دس تعلقدارونکے قبضہ مین ہین اور باقی زمین دارونکے۔ تعلقدار سب پانچ ہزار روپیہ سے زیادہ مالگزاری داخل کرتے ہین

دوسرا سبق

عدالت مدرسے ڈاکخانے

۱ انتظام ملک کے واسطے کل صوبہ مین بارہ ضلع قائم کیے گئے اور ہر ضلع کا حاکم ایک ایک ڈپٹی کمشنر مقرر ہوا۔ تین تین ضلعون کے مالک چار کمشنر ہوے اور چیف کمشنر صاحب سب باتون کی دیکھ بھال کرنے لگے۔ سواے انتظام کے عدالت کا کام بھی ہر ضلع کے افسرون کے سپرد کیا گیا اور درجہ بدرجہ رعایا کی نالش فریاد سماعت ہونے لگی۔ لکھنؤ مین صاحب جوڈیشل کمشنر کے یہان عدالت اپیل قائم ہوئی اور پورا پورا انصاف ہونے لگا۔

۲ جہان دیہاتی پنچایت تھی اور حکم ایک راجہ یا زمین دار کا چلتا تھا وہان تحصیلدار اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنرون کی کچہریان مقرر ہوئین۔ فوج جسکے بدون انتظام ہو نہین سکتا نئی طرح پر آراستہ کی گئی۔ پولس کا محکمہ قائم ہوا اور پولس کے ذریعہ سے صاحب ڈپٹی کمشنر عدالتون کے حکم کی تعمیل کرانے لگے اچھی طرح سے جرم اور بدمعاشی کو روکا اور بند کیا۔ جان و مال کی حفاظت ہوئی اور جہان نوابی مین اندھیر تھا وہان انصاف و قانون امیر غریب کے حق مین برابر جاری ہوگیا۔

ہوے انھون نے انتظام ملک کا نئے سرے سے شروع کیا اگست ۱۸۵۸ء مین ملکہ انگلستان نے ملک ہندوستان کو کمپنی سے لے لیا اور اپنے طرز پر حکومت شروع کی۔ لارڈ کیننگ صاحب کو اپنا نائب مقرر کیا اور اشتہار دیا کہ ہم نے ہندوستان کی حکومت اپنے ذمہ لے لی ہی تمام رعایا بیخوف ہوکر چین سے اپنے اپنے گھرون مین آباد ہو ہمکو کسیکے مذہب اور ملت سے واسطہ نہین جو ہمسے کھلے میدان مین لڑے اون کا ہم نے قصور بالکل معاف کیا۔

باب دوم

انگریزی حکومت اور عملداری

سبق پہلا بندوبست

۱ اس اشتہار سے رعایا کی بڑی تسلی ہوگئی سب اپنے اپنے گھرون مین پھر آکر بسے۔ تعلقدارون کے دل ٹھکانے لگے اور جو حاضر ہوکر مطیع ہوتے گئے اونکو زمین جیسے نوابی مین تھی پھر ملتی گئی۔ گورنر جنرل بہادر نے سبکو سندین عطا کین اور اونکے ذریعہ سے سب اپنے اپنے تعلقون پر قابض ہوے صرف شرط یہ کردی کہ وہ حق ماتحتی اور ونکا برقرار رکھین۔

۲ زمیندار جو ناظم کے ہان مالگزاری ادا کرتے تھے اونکو سرکار نے جدا مالک بنایا اور اپنے اپنے موضع کی مالگزاریکا ذمہ دار کردیا۔ باقی رعایا کو جنکی تھوڑی تھوڑی جائداد سے ملکر تعلقے بنے تھے یہ حکم ہوا کہ وہ اپنے اپنے حق جو اونکو آخری بارہ برس کے اندر نوابی مین حاصل تھے ثابت کرین اونکو سیر انکا رباغ تالاب مکانات وغیرہ عدالت دلا سکتی ہی سیر بہت سے لوگونکو اسطرح ملگئی اور تھوڑا سا لگان دینا پڑا۔ اسامیونکی نسبت سرکار کو یہ دریافت ہوا کہ نوابی مین زمیندار اسامیونکو برابر بیدخل کرسکتے تھے اور لگان دستور اور رواج کے موافق لیا جاتا تھا۔ سرکار آٹھ برس تک اوسی طریقے پر چلی بعد ازان ثابت ہوا کہ سواے بدابدی کے دوسری طرح پر

کم پیدا ہوتے ہین۔

سبق تیسرا بغاوت ہند

۱ اوسی سال کے شروع مین کیمبل صاحب نے بڑے سامان سے لکھنؤ پر چڑھائی کی۔ راجہ جنگ بہادر نیپال سے گورکھپور ہوتے ہوے انگریزون کی مدد کو فوج لائے اور سلطانپور مین بیس پچیس ہزار باغیون کو شکست دی شروع مارچ مین انگریزی فوجین چارون طرف سے لکھنؤ پر چڑھ آئین۔ دو ہفتہ مین بڑی کڑی لڑائیان لڑکر باغیون کے سب مورچے چھین لیے اور اون کو شہر سے نکالدیا۔

۲ برجیس قدر اور اونکی مان بیگم صاحب گومتی اوترکر گھاگرا پار بھاگ گئین اور گونڈہ کے راجہ دیبی بخش سنگھ کے یہان پناہ لی اس راجہ نے بیگم صاحب کا ساتھ دیا اور اون کے واسطے لڑا جبتک کہ ہوسکا۔ بعد ازان بیگم صاحب اور برجیس قدر کو لیکر نیپال بھاگ گیا وہان پہاڑون مین فاقہ کشی کرکے جان دی۔

۳ اس شور و فساد کے زمانہ مین انگریزون کی طاقت باغیون کے سامنے ظاہرا ایسی گھٹ گئی تھی کہ اودھ کے تعلقدارون نے پھر اپنا رنگ جمالیا اور آگے سے بڑھکر اختیار اور حکومت صرف کرنے لگے۔ انھون نے پھر مالگزاری وصول کرنی شروع کردی اور سرکار سے مقابلہ کرنیکو ہتھیار باندھے۔ اسوجہ سے سرکار انگریز کو ایک ایک کا کوٹ اور قلعہ فتح کرکے ڈھانا پڑا اور عملداری سرکار تب قائم ہوئی۔

۴ لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے جولائی ۱۸۵۸ء مین اشتہار دیا کہ سرکار نے چھ تعلقے چھوڑکر باقی سب اودھ کی زمین ضبط کرلی یہ چھ خیرخواہ اور وفادار زمین دار کے تعلقے تھے۔ جنمین سے مہاراجہ دگبجی سنگھ بہادر والی بلرام پور اول نمبر کے تعلقدار ہوئے لارڈ صاحب نے ہر ایک شخص کو بہت کچھ انعام دیا جسنے بلوہ مین سرکار کے اچھے کام کیے اور اپنی خدمت سے خوش کیا۔

۵ سر آر منٹگمری صاحب اوٹرم صاحب کی جگہ چیف کمشنر مقرر

پہونچے ۔

۳ سر ہنری لارنس صاحب نے بہت کچھ کوشش کی کہ بلوا لکھنؤ مین ہونے پائے لیکن کوئی تدبیر کارگر نہوی ۔ تمام لکھنؤ سوائے صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی کے جسکا نام بیلی گارڈ ہی باغیون کے ہاتھ آگیا لارنس صاحب اور بہت سے فرنگیون نے مع بال بچون کے بیلی گارڈ مین پناہ لی اور پرانے پنشن دار سپاہیون اور چند ہندوستانی فوجی افسرون کی مدد سے قلعہ بندی کی ۔ بیلی گارڈ کو باغیون نے فوراً گھیر لیا برجیس قدر سب سے چھوٹے بیٹے واجد علیشاہ کو تخت پر بٹھایا شرف الدولہ کو نائب بنایا اور ممو خان اونکے دیوان بنے نظامتین اور چکلہ داریان تقسیم ہونے لگین ۔ لیکن امیر و شریف لکھنؤ کے عموماً سرکار کے دوست بنے رہے اور بیلی گارڈ کے لوگون کو باہر کے حالات کی خبر دیتے رہے ۔

۴ لارنس صاحب نے بہت دن تک کے واسطے تیاری کی اور شہر کے لوگون نے قلعہ بندی کا سامان جمع کرا دینے مین اون کو بہت سی مدد دی کیونکہ اونکا سا لائق نیک نیت سخی اور بہادر آدمی ہندوستان مین کم آیا تھا لوگ اون کو بہت عزیز رکھتے تھے ۔ لارنس صاحب دوسری جولائی کو بم کے گولے کی ضرب سے مارے گئے مگر اُنکے بعد مورچہ اورون نے بڑی بہادری سے قائم رکھا ۔ آخر کار جنرل ہیولاک صاحب بعد تین بار گنگا اوتر آنے اور تین بار گنگا پار لوٹ جانیکے بیسون دفعہ باغیون کو شکست دیتے ہوے اوناؤ اور بارہ بنکی ہوتے ہوے لکھنؤ مین گھس آئے اور ۲۵ ستمبر کو شہر مین داخل ہوکر بیلی گارڈ کے بہادرون کو کمک پہونچائی لیکن اسقدر اون مین طاقت نہ تھی کہ میدان مین نکل آتے اسلیے دو مہینے تک بیلی گارڈ مین اور گھرے رہے جیسی مصیبتین ان بہادرون نے سہین اون کا بیان نہین ہوسکتا لیکن ۲۲ نومبر کو سر کالن کیمبل صاحب اون سبکو نکال لیگئے اور کانپور جاکر فوج جمع کرنے مین مشغول ہوے راستہ مین لکھنؤ سے نکل کر ہیولاک صاحب نے وفات پائی ۲۵ ۔ تاریخ کو اُنکے مرنیکا سبکو داغ ہوا کیونکہ ایسے عالی ہمت اور شجاع دنیا مین

اون مین سے سرکار کمپنی کی فوج مین بھی بھرتی کر لیے گئے رعایا کی جانب سے کچھ ناراضی نہ ظاہر ہوئی چند سوداگرون کا تو نقصان ہوا کیونکہ اون کا مال بادشاہ کے یہان خرچ ہوتا تھا سوائے اُنکے اور کسی کو نوابی کے جاتے رہنے کا رنج نہوا۔

۲ انگریزی انتظام مین اوٹرم صاحب چیف کمشنر مقرر ہوے اور اونکے ماتحت چار کمشنر ہر ایک قسمت کے انتظام و حکومت کے لیے مقرر کیے گئے۔ سرکار انگریزی کو تین قسم کے لوگون سے اب سابقہ پڑا اول تو ایک کثیر ابادی محنتی مزدورونکی جو دستور کے موافق لگان دیکر زمین جوتتے تھے دوسرے ٹھاکر لوگ جنکے ہر ایک موضع مین مختلف حق تھے تیسرے زمیندار جنمین اکثر تو چھتری راجاؤن اور سردارونکی اولاد تھے اور بعض مہاجن جو نوابی مین زمین اور جاگیرین پا گئے تھے۔ مالگزاری کا بندوبست اسلیے سرکار کو اول کرنا مناسب ہوا۔ تجربہ کار افسر ممالک مغربی و شمالی سے بلائے گئے اور بندوبست کا کام اون کے سپرد کیا گیا۔ اون کو حکم ہوا کہ نوابی کے دستور کے مطابق ٹھاکرون سے بندوبست کرین نہ تعلقدارون سے۔ بندوبست کے حاکمون نے ایسا ہی کیا اور ٹھاکرون اور زمیندارون کو پٹے دے دیے۔ تعلقدارون سے بہت سے گانون چھن گئے۔

سبق دوسرا بغاوت ہند ۱۸۵۷ء

۱ سوا برس بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ ماہ مئی ۱۸۵۷ء مین فوج انگریزی کے سپاہیون نے بغاوت شروع کردی اور تھوڑے ہی عرصہ مین تمام بنگالہ اور ممالک مغربی و شمالی مین یہ فساد پھیل گیا کمبخت سپاہیون نے ہر شہر مین بدعت و ظلم کرنا اختیار کیا اور جہان تک فرنگیون کو پایا مع عورت او ربچونکے قتل کیا۔

۲ اودھ مین نئی عملداری تعلقدارون کی ناراضی بادشاہی فوج جو موقوف ہو گئی تھی اور باغیون کا چارون طرف سے اگر جمع ہونا یہی سبب وجہین تھین جس سے بلوہ نے بڑا زور پکڑا ایک ضلع کے بعد دوسرے ضلع کے سپاہیون نے اپنے افسرون سے سرکشی کی افسر مارے گئے یا بھاگ کر دانا پور لکھنو یا الہ آباد

ہوئے پڑانا دین حساب سے خارج کرادیا نئے اور کم لگان پر پھر جوتنا بونا شروع کیا یا کسی راجہ تعلقدار سے ملکر اوسکے ساتھ ناظم سے مقابلہ پر آمادہ ہوگئے اور لڑ بھڑ کر کل علاقہ کی جمع کم کرالی تیسرے یہ کہ وزیر اور نائب کسی کے دباؤ مین نہ تھے رات دن اون کو عہدہ سے برخاست ہونے کا ڈر رہتا تھا جتنے دن قائم رہا اوتنے دنون مین اون کو اپنے گھر بھر لینے سے غرض تھی تاکہ بیکاری مین کام آوے۔ کام اون کا یہ رہ گیا تھا کہ اپنے مالک کے عیش کا سامان مہیا کرین اور جہان اسمین کمی ہوئی وہین عہدہ سے گرے۔ محلات مین بادشاہ کا رات دن رہنا دربار کے کام سے نفرت ڈوم ڈھاریون وغیرہ کی صحبت عشقیہ شعر شاعری کا چرچہ کمینون کی خوشامد یہ سب باتین اسدرجہ تک پہونچ گیئن تھین کہ ان سے لکھنؤ بدنام تھا۔ عدالتین سب خالی پڑی رہتی تھین اور انصاف کرتی نہ تھین جرم اور بدمعاشی اس سرے سے ملک کے اوس سرے تک جاری تھی۔

۵ ان باتون کا خیال کر کے سرکار انگریزنے، فروری ۱۸۵۶ء کو ملک کا انتظام اپنے ہاتھ لے لیا اور اشتہار دیا کہ سب رعایا زمین دار اور عمال حکم سرکار بجالائین۔ واجد علیشاہ اپنی تقدیر پر صبر کر بیٹھے۔ سرکار کا مقابلہ نہ کیا اونکی بارہ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن ہوگئی اور ابتک کلکتہ مین عیش کرتے ہین اسطرح سے سو۱۰۰ برس کے بعد نوابی ختم ہوئی اور صوبہ اودھ ایک چیف کمشنر کے سپرد کیا گیا۔

انگریزونکی عملداری
۱۸۵۶ء سے

باب اول انتظام انگریزی اور بغاوت ہند

پہلا سبق انتظام انگریزی

۱ بلا کشت وخون نوابی سے انگریزی ہوگئی بادشاہ کی فوج موقوف کردی گئی علاوہ چڑھی ہوئی تنخواہ کے اون کو انعام دیا گیا یا پنشن کردی گئی بہت سے سپاہی

کہ یہ امر شاید رزیڈنٹ صاحب کو ناگوار ہو تو اونھون نے قواعد وغیرہ سب بند کردی اور تب سے بالکل عیاشی مین پڑ گئے پھر تو بھڑوے اور رنڈیان ڈوم ڈھاڑی پریان یعنی بیگمین اونکی صحبت مین رہنے لگین قیصر باغ جو اپنے سیر و تماشے کے لیے بنایا تھا وہ بنتے ہی رہس منڈل اور جوگیا میلے کی بنا کی کہ جسمین تمام خلقت گیروا کپڑے پہنکر جاتی تھی بس یہی شغل اور کار رہ گئے۔

۲ صاحب گورنر جنرل بہادر نے کئی بار سمجھایا کہ ملک تباہ ہو رہا ہی اور تم اپنے کام سے سراسر غافل ہو بادشاہ حیلہ و حوالہ کر کے ٹال دیتے تھے کہ توجہ آج کرتا ہون کل کرتا ہون لیکن سب انتظام روز بروز ابتر ہوا جاتا تھا اسلیے سرکار انگریزی نے اصل حال کی تحقیقات کے لیے کمیشن مقرر کی اور سلیمن صاحب نے اپنا مشہور دورہ شروع کیا۔

۳ ۱۸۵۵ء مین مولوی امیر علی کی وجہ سے مسلمانون مین ایک عجیب جوش مذہبی پیدا ہوا مولوی صاحب نے یہ سنکے کہ ہنومان گڈھی مین جو اجودھیا مین بڑی تیرتھ کی جگہ ہی ہندوون نے ایک مسجد کھود ڈالی ہی بہت سے آدمی لیکر اوسی گڈھی پر چڑھ دوڑے بادشاہی فوج نے راستہ مین اون کو روکا آخر کو جب اونھون نے آگے بڑھنا چاہا تو فوج نے ہتیار سنبھالے اور مولوی امیر علی آخر کار مع اپنے ساتھیون کے شہید ہوے اُس واقعے سے سرکار کو اور بھی ثابت ہو گیا کہ انتظام بالکل بگڑا ہوا ہی کوئی امید اوسکے سدھرنے کی نہین۔

۴ کمیشن جو تحقیقات کے واسطے مقرر ہوئی تھی اوسنے اب رپورٹ بھیجی اس رپورٹ سے معلوم ہوا کہ اودھ کے نواب انگریزی فوج کے بھروسے پر اور اوسکی مدد سے ہمیشہ راجاؤن کی قوت توڑتے رہے اور مالگذاری کاشتکارون سے لینا چاہتے تھے کہین کہین تو ایسا ہو سکا لیکن اکثر جگہ یہ نہ بن پڑا۔ دوسرے یہ کہ جب ناظم یا چکلہ دار نے زیادتی کی اور تنگ کیا تو ٹھاکر لوگون نے مالگذاری دینا بند کر دیا بھاگ گئے جب تھوڑے سے عرصہ مین حاکم کی بدلی ہو گئی تو پھر آموجود

مقبرہ حسین آباد مین دفن ہوے - انکے عہد مین مالگذاری ایک کرور پچاس لاکھ تھی

دوسرا سبق
امجد علیشاہ

۱ انکے بعد امجد علیشاہ تخت نشین ہوے یہ بادشاہ کٹر شیعہ تھے اور مجتہد جنکا خطاب سلطان العلما تھا اُنکے بڑے صلاح کار تھے چونکہ مجتہد کے ہاتھون بادشاہی خیرات بٹتی تھی اور انھین کی صلاح سے اکثر کام کیے جاتے تھے اسلیے سیکڑون ہندو مسلمان اور سیکڑون سنی شیعہ ہو گئے۔

۲ انکے عہد مین ایک شاہی رصد خانہ اور مدرسہ قائم ہوا اور لوہے کا پُل گومتی پر باندھا گیا اڑتالیس برس کے سن مین ۱۸۴۷ء مین امجد علیشاہ نے وفات پائی -

آٹھوان باب
واجد علیشاہ
پہلا سبق

۱ امجد علیشاہ کے بعد واجد علیشاہ تخت نشین ہوے قدیم نائب امین الدولہ سے ناخوش تھے اسلیے اپنے چچیا سسر علی نقی خان کو وزیر بنایا۔ واجد علیشاہ لڑکپن سے عیش مین ڈوبے ہوئے تھے آغاز سلطنت مین انھون نے چاہا کہ سب علاقون کو حضور تحصیل کرلین یعنے مالگذاری زمین دارون تعلقدارون اور راجاؤن کے وکیلون کے ہاتھ سیدھی لکھنؤ کے خزانہ مین داخل ہوا کرے اور ناظم اور چکلہ دار جوکہ عموماً جبر اور ظلم کرتے ہین اور سرکار کی مالگذاری کھا جاتے ہین سب موقوف کردیے جائین لیکن عمال کا فرقہ قوی تھا یہ تدبیر نہ چلنے پائی بعد ازان اونھون نے روزانہ سوار ہوکر نکلنا شروع کیا اور حکم تھا کہ جس فریادی کو منظور ہو وہ خود حضور کو عرضی دے لیکن یہ بھی عرصہ تک نہو سکا پھر کچھ سوار اور پیادون کی پلٹنین تیار کین اور قواعد خود سکھاتے تھے لیکن جب علی نقی خان نے اشارہ کیا

تخت نشینی کے واسطے تجویز کیا انکی عمر اسوقت ساٹھ برس کی تھی محمد علی شاہ کے خطاب سے تخت پر بٹھلاے گئے۔ بادشاہ بیگم اور منا جان قید کرکے چنار گڈھ بھیجدیے گئے۔

ساتوان باب
محمد علی شاہ
پہلا سبق

۱ یہ بادشاہ نواب سعادت علیخان کی آنکھین دیکھے ہوے تھے اور اونکے سامنے تعلیم پائی تھی انھون نے کچھ انتظام درست کرنیکی کوشش کی عدالتین نئے سرے سے قائم کین لیکن چونکہ حکام عموماً مسلمان مقرر کیے گئے اور مسلمان صرف شرع پر چلتے تھے اور ہندوونکی شاستر سے کچھ غرض اونکو نہ تھی اسلیے رعیت کا کچھ فائدہ نہوا۔ علاوہ اسکے ناظم اور چکلہ دار اونکے حکم کی تعمیل نہین کرتے تھے ہندوونکو بمقابلہ مسلمانون کے امید جیتنے کی کم تھی اسلیے وہ اپنا معاملہ پنچایت پر منحصر کردیا کرتے تھے یا راجہ بابو کی کچہریون مین ہندوون کے مقدمے دائر رہتے تھے۔

۲ محمد علی شاہ نے ٹھیکہ داری توڑدی اور امانی طور پر پھر مالگذاری وصول کرائی سعادت علیخان کے بعد اونکے جانشینون کی ڈھیل اور غفلت سے ٹھیکہ داری کے نتیجے برے نکلے رعایا تباہ ہوگئی اور ٹھیکہ دارون کے جبر کا کوئی روکنے والا نتھا بادشاہ کے دربار مین خرچ کی کوئی حد نہ تھی اسلیے غریب کی کون سنتا تھا جب امانی طور پر پھر ناظم اور چکلہ دار مقرر کیے گئے تو اونکو حکم ہوا کہ صرف ایک بندھی جمع وصول کرین کسی پر زیادتی نکرین لیکن کون مانتا تھا جتنا نوچتے کھسوٹتے اونسے بنتا تھا وہ زمین دارون سے وصول کرتے تھے نذرانے بہت لیتے تھے عملہ کی بے ایمانی سے محمد علی شاہ کی نیک نیتی کا کچھ پھل نہ نکلا۔

۳ باوجود بڑھاپے کے محمد علی شاہ بہت چست و چالاک تھے اکثر کام خود دیکھتے تھے پانچ برس حکومت کرکے ۱۲۵۸ھ مین بعارضۂ بخار وفات پائی اور اپنے

۳ ۱۸۱۹ء مین سرکار انگریز نے نواب صاحب کو بادشاہ کا خطاب دیا اور اون کے نام کا نیا سکہ جاری ہوا اس جشن مین بڑے کھیل تماشے ناچ رنگ ہوئے اور روپیہ جو سعادت علیخان نے خون جگر کھا کر جمع کیا تھا وہ کوڑیون کی طرح صرف ہوا۔

۴ شاہ غازی الدین حیدر ۲۶ سال کے ہوکر مرے اور اپنے مقبرے نجف اشرف مین دفن کیے گئے۔ انکے عہد مین ملک کی آمدنی ایک کرور اسّی لاکھ تھی[۲۰]

دوسرا سبق

نصیر الدین حیدر و منّا جان

۱ غازی الدین حیدر کے بیٹے نصیر الدین حیدر چبیسوین برس تخت نشین ہوے آغا میر ابتک وزیر تھا اور بالکل مالک تھا فقیر محمد خان اور مینڈو خان جنکے پاس بہت سے رسالے تھے آغا میر کے حامی اور مددگار تھے اور سبحان علیخان اور تاج الدین حسین خان اپنے وقت کے بڑے دانشمند مدبر اوس کے صلاحکار تھے۔ لیکن بادشاہ اوس سے کھٹکتا تھا اسلیے رزیڈنٹ صاحب کی مدد سے اوسکو گرفتار کیا اور گنگا پار بھجوا دیا۔ حکیم مہدی پھر نائب کیے گئے اور جب وہ موقوف ہوے تو روشن الدولہ کو نیابت ملی۔

۲ نصیر الدین حیدر بادشاہ بڑے غصہ ور تھے اور شرابخواری اور عیاشی مین گرفتار تھے کچھ روز پیشتر وفات کے انمین اور بادشاہ بیگم مین فساد ہو گیا۔ اس رنج مین اونھون نے اپنے بیٹے منا جان کو عاق کیا۔ ۱۸۳۷ء مین محلسرا مین انکو زہر دیا گیا بعض لوگ کہتے ہین کہ دھنیا نام ایک عورت نے جو بادشاہ کی کہاری تھی اور دھنیا مہری کے نام سے مشہور ہی بادشاہ کو زہر دیا۔

۳ جون ہی خبر نصیر الدین حیدر کے وفات کی بادشاہ بیگم کے کان تک پہونچی وہ منا جان کو تخت پر بٹھانے چلین لیکن رزیڈنٹ جان لو صاحب نے فوج انگریزی کی مدد سے اونکو گرفتار کیا اور سعادت علیخان کے بیٹے نصیر الدولہ کو

[۲۰] دیکھو باب پانچ فقرہ تین۔

چکلہ دارون کو ایک بندھی رقم سرکار مین ہر سال داخل کرنی ہوتی تھی اور باقی جو کچھ وہ وصول کرلین وہ اون کا ہوتا تھا تاکہ عمال اور چکلہ دار رعایا پر ظلم نکرین سعادت علیخان نے اجبار کا صیغہ نکالا اور راجہ رتن چند کو اوسکا افسر مقرر کیا۔ یہ شخص بلا کا آدمی تھا ذرا ذرا سی بات سے لیکر بڑے معاملون تک یہ نواب صاحب کے کان تک پہونچایا کرتا تھا اس کے خوف کے مارے رشوت ظاہرا بند ہوگئی۔

۲ سعادت علیخان نے بہت سی عمارتین بنوائین جنسے لکھنؤ کو رونق ہوئی لیکن زندگی بھر اونکو یہی قلق رہا کہ ہاے آدھا ملک نکل گیا۔ بڑی کوشش اور ہمت سے خزانہ بھرنا شروع کیا کہ شاید روپیہ دیکر وہ ملک پھر ہاتھ آئے سوس کرور سے زیادہ جمع ہوچکا تھا کہ ۱۸۱۴ع مین اونکو کسی شخص نے زہر دیدیا ترسٹھ برس کی عمر مین انھون نے وفات پائی۔

چھٹا باب
غازی الدین حیدر
پہلا سبق

۱ سعادت علیخان کے بیٹے غازی الدین حیدر کو بیلی صاحب رزیڈنٹ نے مسند حکومت پر بٹھایا اس نواب نے اپنے خانساماں آغا میر کو نیابت بخشی اور معتمد الدولہ کا خطاب دیا اس نائب مین بہت سے گن تھے لیکن ظلم اور خودرائی کو عموماً کام مین لاتا تھا بہت سے رئیس اور امیر اسکے زمانہ مین اپنا گھر چھوڑکر بھاگ گئے بہت قید ہوے اور باقی رات دن ڈرتے رہتے تھے اسکی نیابت مین سرکار انگریزی نے نواب صاحب سے دو کرور روپیہ قرض لیا اور اوسکا سود اونکو اور اونکے وارثون کو دینے کا اقرار کیا۔ غازی الدین حیدر نے اس سود کو چند بیگمون اور مقبرون کے خرچ کے لیے اون کے نام منتقل کردیا اور اس آمدنی کا نام وثیقہ رکھا لکھنؤ کے وثیقہ کی یہ اصلیت ہے بعد ازان یہ رسم جاری ہوگئی اور جو مسند پر بیٹھا اوسنے کچھ نکچھ اپنی بیگمون نوکرون اور مقبرون کے نام وثیقہ مقرر کردیا۔

رکھتے تھے وہان سے انگریزی فوج انکو لکھنؤ لے آئی وزیر علی کا ایسے وقت مین کسینے ساتھ نہ دیا اور سب شریف و امیر سعادت علی سے جا ملے۔ وزیر علی کو پنشن دی گئی اور اونکو بنارس مین رہنے کا حکم ہوا۔

۲ نواب سعادت علیخان جنوری سنہ ۱۷۹۸ع مین گدی پر بٹھائے گئے۔ یہ بڑے تجربہ کار اور عقلمند تھے اُنھون نے انتظام ملک کا بخوبی کیا۔ پہلے تو کچھ عرصہ تک یہ دیکھتے رہے کہ کون کیا کرتا ہی لیکن امیرون کی قوت اور غرور کو دیکھکر اونکو جدا جدا رکھنا مناسب جانا فضل حسین خان قدیم نائب کو وکیل بناکر کلکتہ بھیجدیا نصیر الدولہ اور شمس الدولہ کو نیابت ملی امیر الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے دیوان مقرر ہوے اور نواب صاحب کے حکم سے انھون نے آصف الدولہ کی دی ہوئی جاگیرین ضبط کرنا شروع کردین۔

۳ اتنے مین وزیر علی خان سرکار انگریز سے بگڑ گیا اور بنارس سے بھاگ کر اودھ کے پوربی ضلعون مین فوج جمع کرکے قابض ہونے لگا سعادت علیخان کو اپنی فوج پر بھروسہ اچھی طرح نہ تھا انگریزون سے مدد مانگی سرکار نے کچھ فوج اونکی حفاظت کے لیے بھیجی اور کچھ فوج وزیر علی سے لڑنیکو۔ سرکاری فوج کو دیکھتے ہی وزیر علی اور اوسکے ساتھی بھاگ کھڑے ہوے لیکن اس واقعہ سے انگریزی فوج ملک اودھ مین بڑھ گئی اور خرچ اوسکا اوسیقدر زیادہ ہوگیا۔ سعادت علیخان کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی لیکن کیا کرسکتے تھے سرکار نے اونکو مسند پر بٹھایا تھا۔ اوسنے اب ایک صلحنامہ لکھا لیا جس سے اپنی فوج کے خرچ کے لیے ایک کرور تیس لاکھ کا ملک لے لیا اور ایک کرور کا ملک اونکو چھوڑ دیا یہ ھی ملک جو سرکار نے لے لیا بعد ازان ممالک مغربی و شمالی کے نام سے مشہور ہوا۔

دوسرا سبق

۱ سعادت علیخان کو اب یہ فکر ہوئی کہ مالگزاری کا انتظام اچھی طرح سے کیا جاسکے اس غرض سے اونھون نے ٹھیکہ داری جاری کردی اس انتظام مین

ہو سکے تو تو آپ کھاؤ فوج کو کھلاؤ اور نواب کے خزانہ مین جسقدر بھجواوگے اوسیقدر نام ہوگا عزت بڑھے گی۔

۵ آصف الدولہ کے عہد مین دو باتین یاد رکھنے کے لائق ہین ایک تو اونھون نے بنارس (بائیس لاکھ کا علاقہ) سرکار کمپنی کے نذر کر دیا اور دوسرے جو ۱۷۸۴ع مین قحط پڑا اوسکا انتظام بہت اچھا کیا کنگلے قحط زدہ پچھان سے آکر ٹوٹ پڑے اور غریب آدمی اودھ کے بھی بہت تنگ ہوے۔ نائب رضا حسن خان اور دیوان راجہ ٹکیت راے کے انتظام سے جا بجا بہت سے خیرات خانے قائم ہوے اور ہزارون آدمیون نے پرورش پائی۔ بڑا امام باڑہ جو لکھنؤ کی ناک ہے اور جس کے برابر دوسری عمارت اودھ مین نہین اسی سال بننا شروع ہوا تاکہ اس حیلہ سے غریبون کو روٹی ملے غریب بھلے مانس شریف آدمی بھی اسپر کام کرنے آتے تھے اور رات کے وقت کام کر کے مزدوری چپکے سے لیجاتے تھے۔ اس مکان کی تعمیر مین دس لاکھ سے زیادہ صرف ہوگیا۔

۶ ۱۷۹۷ع مین آصف الدولہ نے وفات پائی اور اپنے امام باڑہ مین دفن ہوے عمر بھر انکی غفلت اور عیاشی مین کٹی کبھی انھون نے اپنی ریاست کی درستی کیجانب خیال نہ کیا اور نہ انگریزون کی فہمایش کا انکے اوپر کچھ اثر ہوا۔

پانچوان باب

وزیر علیخان اور سعادت علیخان

پہلا سبق

۱ آصف الدولہ کے بعد اون کا بیٹا وزیر علیخان مسند پر بیٹھا یہ نکما آدمی تھا اس سے سب رئیس اور امیر ناراض ہو گئے اور اونھون نے اسکی کم نسل ہونیکی خبر کلکتہ تک پہونچا دی وہان سے گورنر جنرل بہادر خود تحقیقات کے واسطے تشریف لائے اونکی راے مین سعادت علیخان آصف الدولہ کے بھائی کا حق ثابت ہوا سعادت علیخان اس زمانہ مین بنارس مین تشریف

اونھون نے آصف الدولہ کو کچھ چھونے ندیا آصف الدولہ نے ناراض ہوکر لکھنؤ کو اپنا دار الریاست قرار دیا اس سبب سے لکھنؤ کو وہ رونق اور آبادی حاصل ہوئی جسکا اثر ابتک باقی ہے۔

۲ اسوقت ہندوستان مین عجب تہر بونگ تھا مرہٹے مغلون کی بادشاہت کے وارث بنا چاہتے تھے۔ حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے دکھن مین بڑا شور و فساد مچا رکھا تھا۔ پنڈارے راجپوتانہ اور وسط ہند کو لوٹ رہے تھے سکھ پنجاب مین ہنگامہ برپا کررہے تھے۔ دہلی کی بادشاہٹ برائے نام رہ گئی تھی لیکن آصف الدولہ اودہ مین چین سے نوابی کرتے تھے ان کی سخاوت خاص و عام کی زبان پر تھی اسلیے سوداگر اور مہاجن کوٹھی وال سب طرف سے آکر یہان بسے۔ عالم و فاضل ملا شاعر سب اوسکے دربار مین دور دور سے آکر جمع ہوسے شہر لکھنؤ بڑھتا گیا جون جون آبادی زیادہ ہوتی گئی۔ لوگ کہتے ہین کہ آصف الدولہ کے وقت مین تمام شہر مین پانچ لاکھ آدمی بستے تھے۔

۳ آصف الدولہ کی تمنا یہ تھی کہ شان و شوکت جلوس وغیرہ مین اونکا سا دوسرا کوئی نہ نکلے اسلیے بہت روپیہ سامان جمع کرنے مین خرچ ہوا۔ اپنے بیٹے وزیر علی خان کے بیاہ مین نواب صاحب نے دل کھول کر روپیہ لٹایا۔ کہتے ہین کہ اس برات مین بارہ سو ہاتھی جلوس مین روان تھے اور دولہا بیس لاکھ کے جواہرات پہنے تھا۔

۴ اسقدر دولت جو پوچھو تو جمع اسطرح سے ہوئی کہ کل ملک کے کئی حصہ کر دالے اور ہر حصہ کا نام چکلہ رکھا۔ ہر چکلہ مین مالگذاری وصول کرنیکے لیے ایک چکلہ دار مقرر ہوا۔ چکلہ دارون کے اوپر ناظم تعینات ہوسے۔ اون کا کام یہ تھا کہ جتنا زمین اور زمین دارون سے مل سکے اوتنا جبطور پر بنے وصول کرین۔ ہر ناظم کے ساتھ فوج رہتی تھی تاکہ اونکے جبر اور زیادتی پر کوئی زمین دار یا راجہ مقابلہ نکرسکے۔ چکلہ دارون کی تحصیل کی کوئی حد نہ تھی ہر چکلہ دار کو یہی خیال تھا کہ جہان تک

کہ سرکار انگریز نواب صاحب کی ریاست کو دشمنون کے حملہ سے ہمیشہ بچاتی رہیگی اور ایک وکیل سرکار رزیڈنٹ کے نام سے نواب صاحب کے پاس موجود رہیگا ۔ یہ صلحنامہ جس سے فتح کیا ہوا ملک سرکار انگریز نے نواب صاحب کو واپس دیدیا ۱۷۶۵ء مین ہوا۔ اور سارا ہندوستان اس سخاوت کو دیکھکر حیران رہگیا ۔

۳ جب انگریزون کا سہارا پایا۔ تو نواب صاحب کو روہیلکھنڈ پر دخل کرنیکا پھر خیال ہوا مختلف حیلون سے انگریزونکو اپنا حق اوس ملک پر ثابت کردیا اور سرکار کی فوج کی مدد سے ۱۷۷۴ء مین روہیلون کو مارکر نکال کر اوس صوبہ پر بھی قابض ہوگئے ۔

۴ دوسرے سال نواب شجاع الدولہ نے وفات پائی انکے وقت مین اودھ سرکار انگریز کے اختیار مین آنے لگا انگریزی رزیڈنٹ کے ساتھ انگریزی فوج آئی تاکہ ملک پر کوئی غنیم حملہ نکرے۔ نواب کی فوج قریب تیس ہزار سوار کے تھی قواعد جانتی نہ تھی کاہلی عیش وآرام مین ڈوبی ہوئی تھی بہت سے کمان افسر اس فوج کے خواجہ سرا تھے کہان جنگی فوج اور کہان افسری خواجہ سراؤن کی۔ نواب صاحب خود البتہ بہادر اور شجاع تھے شکار کا انکو بڑا شوق تھا اور اپنی رعایا کی نگاہ مین منصف اور لائق حاکم تھے۔ فیض آباد انکے عہد مین بڑی رونق پر تھا۔

چوتھا باب

نواب آصف الدولہ

پہلا سبق

۱ نواب آصف الدولہ شجاع الدولہ کے بیٹے ستائیس برس کی عمر مین مسندنشین ہوے ۔ انسے بہو بیگم سے نہ بنی کیونکہ وہ سوتیلی ماں تھی بہو بیگم نے اپنے شوہر شجاع الدولہ کے عہد مین بہت سا زر وجواہر جمع کیا تھا اوس مین سے

۴ ۱۷۶۱ء مین پانی پت کے میدان مین دونون طرف سے پرے جمے - احمد شاہ درّانی کی طرف مذہب اور قومیت کی وجہ سے شجاع الدولہ اور روہیلے پٹھان شریک ہو گئے اور اودھر بڑا جماؤ کل مرہٹہ سردارون کا تھا شجاع الدولہ نے چاہا کہ دونون مین صلح کرادین لیکن احمد شاہ درانی نے نہ مانا احمد شاہ خوب جانتا تھا کہ مورچہ بندی مین مرہٹے پٹھانون کے آگے نہ ٹھیرسینگے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - مرہٹون کو چھاپہ مارنیکی عادت تھی - میدان مین مورچہ باندھکر اوکتا گئے اور جب ۷ جنوری ۱۷۶۱ء کو جنگ ہوئی تو اونھون نے شکست کھائی اور بڑا نقصان اوٹھایا - اس معرکہ سے شجاع الدولہ کی وقعت لوگون کی نگاہ مین زیادہ ہو گئی اور وہ اپنے صوبے مین خوشی خوشی واپس آئے

دوسرا سبق

۱ ۱۷۶۳ء مین میر قاسم بنگالہ کے نواب صاحبان انگریز سے لڑکر اودھ چلے آئے اور شجاع الدولہ کے پاس پناہ لی بہت سا مال و جواہر انکو دیکر آمادہ کیا کہ چلکر ہمارا ملک جسپر انگریز عمل کر رہے ہین دلادین - شجاع الدولہ نے اس بات کو منظور کرنا عین مردانگی سمجھا - دونون ملکر صوبہ بہار پر حملہ آور ہوے - بکسر کی لڑائی مین نواب صاحب کی طرف پچاس ہزار سپاہ اور سیکڑون توپین تھین - لیکن انگریزون کی فوج قواعددان کے آگے کچھ نہ چلی - شجاع الدولہ نے اپنی ہار دیکھکر فیض آباد کی راہ لی - اور وہان بھی پہونچکر نہ ٹھہرے روہیلکھنڈ چلے گئے -

۲ انگریزون کی فوج نے پیچھا کیا - لکھنؤ اور الہ آباد دبا لیا اور پھر نواب شجاع الدولہ سے کالپی پر لڑے اور اونکے لشکر کو بھگا دیا - نواب صاحب کو اب انگریزون سے جیتنے کی امید نہ رہی اسلیے جرأت کرکے اونکے خیمہ مین صلح کا پیغام لیکر چلے گیے وہان اونکی تعظیم جیسا کہ چاہیے تھا خوب ہوئی - اور صلح نامہ ایسا لکھا گیا - جس سے نواب صاحب کو ملک واپس ملا اس شرط پر کہ وہ سچے دوست سرکار انگریز کے بنے رہین انگریزون کے گورنر لارڈ کلایو نے یہ عہد و پیمان کر لیا

چین کی صورتین نکالین ہندوون کو اعلی عہدہ دیے۔ مالگذاری پرانے طریقہ پر رعایا
اور زمینداروں سے وصول کی۔ اونکے عہد مین ملک مین بڑا امن وچین رہا بہت
سے پل۔ کوئین اور قلعے تعمیر کیے بعض اونمین سے ابتک موجود ہین ۔

تیسرا باب

نواب شجاع الدولہ

سبق اول

۱ شجاع الدولہ صفدر جنگ کے بیٹے ۱۷۵۶ء مین گدی پر بیٹھے یہ نوجوان بڑے عیش پسند تھے۔ اسلیے بعض امیرون نے چاہا کہ صفدر جنگ کے بھانجے محمد قلیخان کو مسند پر بٹھادین لیکن شجاع الدولہ کی بی بی بہو بیگم نے اونکو اس ارادہ سے باز رکھا اور نواب صاحب کے ایسے کان کھول دیے کہ پھر ریاست کے کام سے غفلت نہ کی۔

۲ غازی الدین اسوقت دہلی مین جو چاہتا تھا سو کرتا تھا علی گوہر وارث تخت وتاج اوسکے خوف سے جان بچاکر الہ آباد بھاگ آیا چونکہ شہزادہ دلچلا اور دلیر تھا محمد قلیخان اوسکے نائب بنے اور دونون نے بنگالہ پر چڑھائی کی جب یہ پٹنہ کے قریب خیمہ ڈالے پڑے تھے نواب شجاع الدولہ نے میدان خالی پاکر الہ آباد اور اردگرد کے علاقہ پر اپنا قبضہ کرلیا۔

۳ مرہٹون کا راج اس زمانہ مین کمال عروج کو پہونچ گیا تھا پنجاب کو فتح کرکے صاف صاف کہتے تھے کہ ہم اودھ اور روہیلکھنڈ کو ایک سانس مین لیلیتے ہین۔ شجاع الدولہ نے موقع وقت سمجھکر اپنی پرانی عداوت بھلادی اور روہیلون سے موافقت کی ۱۷۵۹ء مین مرہٹون نے روہیلکھنڈ پر حملہ کیا اور سیکڑون گانون تباہ کردیے لیکن شجاع الدولہ سنتے ہی لکھنؤ سے چڑھ دوڑے اور اونکو گنگا پار بھگا دیا مرہٹون نے صلح کرلی کیونکہ احمد شاہ درانی کابل کا بادشاہ دہلی تک آپہونچا تھا اور مرہٹون کو اوسکے ساتھ لڑنے کی فکر تھی۔

اجمیر عطا کیا لیکن انھون نے اجمیر کو الہ آباد سے بدل لینا بہتر سمجھا کیونکہ الہ آباد اودھ سے قریب تھا اور دونون کا اچھی طرح سے انتظام کر سکتے تھے نیابت دونون صوبہ کی راجہ نول راے کے نام کر دی اور وہ کل انتظام کرنے لگے۔

۲ صفدر جنگ کے وقت مین رہیلون نے بڑی دھوم مچائی اور آفت برپا کی وجہ یہ ہوی کہ جاگیردار فرخ آباد کا مرگیا اور اپنی بیگم کے نام سب ریاست چھوڑ گیا۔ صفدر جنگ نے جاگیر ضبط کر لی اس بات پر اوسکا بھائی احمد خان بنگش بگڑ کھڑا ہوا سب رہیلون نے ملکر اودھ پر حملہ کیا اور تمام ملک لوٹ مار سے تباہ کر دیا۔ الہ آباد مین گھس گئے اور اوسکو دل کھول کر لوٹا۔ دیوان نول راے اس لڑائی مین کام آئے۔

۳ دوسرے برس نواب صفدر جنگ مرہٹون کی کمک لیکر آ پہونچے اور روہیلون کو بھگاتے ہوے ہمالہ کی پہاڑیون تک لیگئے مرہٹون نے رہیلون کی جاگیرون کو ایسا لوٹا اور تباہ کیا کہ لاچار ہو کر انھون نے صفدر جنگ کی اطاعت قبول کی نواب صاحب پھر دہلی لوٹ گئے۔

۴ دہلی مین پہونچکر انھون نے رنگ برا دیکھا۔ غازی الدین دوسرا وزیر جو تھا بادشاہ کو مار کر مرہٹون کی مدد سے مالک بن بیٹھا تھا نواب صفدر جنگ کو کمینے نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو یہ ایسا حال دیکھکر اپنے اودھ مین چلے آئے آتے انکو دیر نہوئی تھی کہ انکا صوبہ الہ آباد کسی دوسرے کے نام لکھدیا گیا۔ مگر انھون نے اپنے بھانجے محمد قلی خان کو لکھبیجا کہ قلعہ الہ آباد کا بلا ہمارے حکم کسی کو نہ خالی کر دینا۔ اسطرح سے نواب صفدر جنگ نے دربار دہلی سے سرکشی کی اور دراصل خودسر ہو بیٹھے۔ چند روز بعد ۱۷۵۴ع مین پندرہ برس حکومت کر کے فیض آباد مین وفات پائی۔

۵ سعادت خان اور صفدر جنگ دونون بڑے ہوشیار اور عقلمند تھے جیسے انھون نے بزور شمشیر رعایاے اودھ کو مغلوب کیا تھا۔ ویسے ہی اونکے آرام

۱ لکھنؤ کے شیخ زادون نے بھی سعادت خان کے حکم کو کچھ نہ سمجھا یہ لوگ بھی اب بڑے زبردست ہوگئے تھے اور انکے خاندان مین سے دو تین آدمی اودھ کے حاکم ہو چکے تھے جب سعادت خان لکھنؤ پہونچا تو اونھون نے اوسکو شہر کے اندر نہ گھسنے دیا ناچار ہوکر اوسنے خیمہ شہر کے باہر کھڑا کیا لیکن فریب سے شہر لے لیا ایکدن سب شیخزادونکو صلح کا پیام بھیجا اور اونکی دعوت کی سب لوگ دوستانہ طور پر ضیافت کھانے گئے اور جشن مین مشغول ہوئے دوسری طرف سے نواب کی فوج شہر کو خالی پاکر آسانی سے داخل ہوگئی۔ ان شیخون نے شہر کے بڑے پھاٹک شیخن دروازہ مین ایک ننگی تلوار لٹکا رکھی تھی اس تلوار کا ہر ایک تازہ وارد سے سلام لیا کرتے تھے سعادت خان نے اوس تلوار کو اوتروا دیا اور آئندہ سے اوسکا سلام موقوف ہوا۔

۲ سعادت خان کا دار الحکومت فیض آباد تھا لیکن وہان رہنے کی اونکو کم نوبت آئی دہلی کی وزارت اونکے سپرد تھی اور مرہٹون کی شورش سے راتدن فکر و تردد مین رہتے تھے کہ کسطرح سے سلطنت دہلی کو بچائین ۱۷۳۹ء مین نادر شاہ نے دہلی کو لوٹا اور سعادت خان سے دو کرور روپیہ طلب کئے جب انسے نہو سکے تو آبرو بچانیکو زہر کھاکر سو رہے۔

۳ سعادت خان بڑے سپہ سالار اور جنگ آزما تھے بھگونت سنگھ کے ساتھ لڑائی مین انکا زور بازو سب نے دیکھ لیا انکے وقت مین اودھ کو ایسا امن حاصل ہوا کہ کسی صوبہ دار کے وقت مین نہ تھا انھون نے مالگذاری دونی کردی۔

دوسرا باب
منصور علیخان صفدر جنگ
سبق اول

۱ سعادت خان کے بعد اودھ کی صوبہ داری صفدر جنگ کو ورثہ مین
اونکے قریب کے رشتہ دار تھے اور سیف اور قلم دونو سے
اوسنے اپنی لیاقت ایسی
احمد شاہ بادشاہ دہلی نے انکو اپنا وزیر بنایا۔ اور صوبہ

ایسی خوش انتظامی سے کی کہ اودھ کے راجپوت و چھتری سرداروں کے زیر کرنیکے لیے تعینات ہوا۔

۲　یہان جن جن کے پاس فوج آدمی اور ہتیار بہت سے تھے اونمین سے راجہ بھگونت سنگھ کیچر فتحپور کے۔ راجہ ہندو پت سنگھ سوم بنسی پرتابگڈھ کے۔ راجہ بھلبدر سنگھ کنہپوریہ۔ تلوئی سلطانپور کے۔ اور رائے بھاو سنگھ بسین رام پور کنڈہ کے بڑے نام آور تھے۔ علاوہ اونکے گھاگرا پار کے سب سردار دراصل خود مختار ہوگئے تھے اور انکی افسری گونڈہ کے راجہ دت سنگھ نے اختیار کی تھی۔

۳　۱۷۳۵ء مین نواب سعادت خان نے اپنا دورہ شروع کیا اور بڑی فوج ساتھ لیکر سرکشون کو سزا دینے چلا۔ بیسواڑہ کے لوگون نے تو بعد دو چار گھنٹہ کی بات چیت کے اطاعت قبول کرلی۔ کنہپوریون نے کچھ یون ہی سا مقابلہ کیا اور ملگئے۔ لیکن فتحپور کے کیچڑون نے پکا سامنا کیا۔ بھگونت سنگھ کے راجپوت میدان مین خوب لڑے ایک سخت معرکہ ہوا کئی ہزار آدمی دونون طرف کے کام آئے مگر بھگونت سنگھ جیسا جوان سعادت خان کے ہاتھ سے مارا گیا اور راجپوتون کی شکست ہوئی۔

۴　اسی عرصہ مین گھاگرا پار کے راجہ دت سنگھ گونڈہ والے نے سعادت خان کے ناظم الاول خان کو کھلے میدان مین شکست دی ایک دوسری نوابی فوج مقابلہ کو جا پہونچی اور اوسنے دت سنگھ کو گونڈہ مین جاکر گھیر لیا راجہ کو وقت برا نظر آتا تھا کہ اتنے مین عین موقع پر بسینون کی اچھی کمک آگئی اور مسلمانون نے بہت مناسب سمجھا۔ پھر تو راجہ دت سنگھ نے اپنی منہ مانگی شرطین اور صلح نواب سعادت خان سے کرلی اوس صلحنامہ سے اوسکا سوروٹی علاقہ ناظم بہرائچ کے اختیار

اور دت سنگھ کو تھوڑی سی مالگذاری خزانہ نواب کے یہان بڑے ہوشیار اور عقلمند تھے

دوسرا سبق

ب گیا تھا۔ ویسے ہی اونکے آرام

واسطے کچھ مالگذاری مین سے دیا جاتا تھا بعض راجاؤن کو گاؤن معافی مین مل گئے۔ اورون کو ہر ایک گانو زمین سے فصل کٹنے پر کچھ ملجاتا تھا رئیسون کو دربار شاہی مین بڑے عہدے ملتے تھے اور فوج کی افسری۔ حسن پور بندھوے کے راجہ کو جو مسلمان ہو گیا تھا اور بڑا خاندانی تھا یہ اختیار حاصل تھا کہ جسکو لائق سمجھے اوسکو راجگی کا تلک لگا دے۔ جب اسطرح سے اونکے ساتھ برتاو کیا گیا تو ہندو آسودہ اور خوش رہے راجاؤن نے سرکشی نہ کی۔

۴ مغلون کے عہد مین راجہ لوگون کے بھائی بند اونسے الگ ہو گئے۔ اور چھوٹے چھوٹے راج جو تھے وہ ٹوٹ کر اوس سے چھوٹے چھوٹے ٹکرون مین بٹ گئے اور یہی ٹکڑے بعد ازان تعلقہ کے نام سے مشہور ہوے جب ۱۷۰۷ء مین عالمگیر بادشاہ کے مرنے سے مغلون کی سلطنت کو زوال ہوا اور مرہٹون کی شورش ہوئی تو اودھ کے سردار سب خودسر ہو بیٹھے اگر کوئی دل چلا حاکم الہ آباد یا پچھاون سے مالگذاری وصول کرنے آتا تھا تو یہان سبکو ہتیار بند لڑائی پر آمادہ پاتا تھا اور آخر کار لوٹ جاتا تھا۔ لیکن جب ہندو اکیلے رہگئے تو آپسمین لڑنے لگے پھر اکبار جو لوگ لائق تھے اونھون نے ہاتھ پیر نکالے۔ دوسرون کی زمین دبانا شروع کی۔ تلوئی کے کنہپوریون واندیا کھیڑے کے بیسون۔ اور گونڈہ کے بسینون نے بڑھ بڑھکر ہاتھ مارے نام پیدا کیا۔ ان ہی سرکش ہندوونکے دبانیکے واسطے ۱۷۳۲ء مین صوبہ اودھ نواب سعادت خان کو بادشاہ دہلی نے عطا کیا اور اوسی سال سے گویا نوابی شروع ہوئی

حصہ سوم

نوابی

باب اول سعادتخان

پہلا سبق

۱ سعادت خان خراسان و فارس کا بساطی تھا ہندوستان مین آکر اوسنے اپنی لیاقت ایسی دکھائی کہ صوبہ آگرہ اوسکے سپرد کیا گیا وہان صوبہ داری

چلا گیا تھا اور آس پاس کے راجاؤن کے بیچ مین پڑکر فیصلہ کرا دیتا تھا اسکی وجہ سے ہندؤنکو قوت رہی اور سو برس چین سے کٹے اس مدت مین چھتری سرداروں نے زمین پر اور اچھی طرح سے اپنا عمل دخل کرلیا اور جو زمین اونکی گڈھی یا قلعہ سے دور تھی وہ بھی جتوائی گئی۔

تیسرا سبق

مغلون کا زمانہ

۱ ۱۵۲۶ء مین بابر بادشاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا جب پٹھان افسر اودھ مین ہوکر اوسکے آگے سے بھاگے تو بابر اونکا پیچھا کرتے ہوے لکھنؤ سے ہوتا ہوا اجودھیا پہونچا وہان اوسنے اپنے نام سے ایک مسجد بنوائی اوسپر تاریخ ۱۵۲۸ء کھدی ہوئی ہے۔

۲ بابر کی وفات کے بعد صوبہ اودھ اوسکے خاندان سے باغی رہا چالیس برس بعد جب اکبر بادشاہ تخت پر بیٹھا تو یہان کے لوگون نے اوسکی طاقت رحم وکرم کو دیکھکر اوسکی اطاعت قبول کی۔ اکبر کے وقت مین یہان نیابت رہی کل ملک دو حصون پر بٹا ہوا تھا ایک صوبہ الہ آباد دوسرا صوبہ اجودھیا۔ صوبہ الہ آباد مین نو سرکارین تھین یعنے الہ آباد۔ غازیپور۔ بنارس۔ جونپور۔ مانکپور۔ کڑہ چنار گڈھ۔ کالنجر اور ترہر کڑا۔ صوبۂ اجودھیا مین پانچ سرکارین تھین اجودھیا گورکھپور۔ بہرائچ۔ خیرآباد اور لکھنؤ۔ ہر ایک سرکار مین کئی محال تھے اور ہر ایک محال مین کئی پرگنے۔ انکی حد کسی ہندو سردار کے تعلقہ کی حد ہوتی تھی۔ دیہات کی فہرستین اسوقت مین پوری پوری تیار ہوئین اور ہر گانونکی جمع تجویز کی گئی۔ قانون گو۔ چودھری ہر پرگنہ مین تعینات ہوے اور اوسی پرگنہ کے لائق لوگ ہوا کرتے تھے انکا کام یہ تھا کہ فہرستین اور مال کے کاغذ درست رکھین غلطیان نہونے دین اکبر کے وقت مین لگان رعایا سے لیا جاتا تھا یا گانونکے زمین دار سے۔ ہندو راجہ اور سرداروں کو جہان تک ہوسکا خطاب دیے گئے یا نوکریان اونکے گزارے کے

عطا ہوئین اوسنے مانکپور سے حکومت کی اس حاکم کا رعب داب بہت تھا یہین سے وہ دکھن کو فتح کرنے گیا۔

۲ گو نائب دہلی سے آکر حکومت کرتے تھے لیکن اودھ کی زمین بہت سے چھوٹے چھوٹے ہندو سردارون مین بٹی ہوئی تھی کہین کوئی خاندان مالک تھا کہین کوئی لیکن سب آپکو چھتری کہتے تھے بہت سے خاندان تو یہی تھے جو اب ہین کنہپورئے پرتابگڈھ کے۔ گورہر دوئی کے اور ایسٹھیئے رائے بریلی کے شاید اولاد اون لوگون کی ہین جو بھر قوم کے عہد مین بڑھے چڑھے تھے اور دوسرے خاندان مثلاً گونڈہ اور پرتابگڈہ کے بسین اور بہت سے گھرانے جو شمال مین اودھ کے موجود ہین معلوم ہوتا ہی کہ اون چھتریون کی اولاد ہین جو اون مقامون مین ایسے قدیم زمانہ مین آکر بسے کہ پتہ نہین چلتا لیکن اعلی خاندان مثلاً بیسواڑہ کے بیس اور سلطانپور کے بچگوتی چوہان دوآبہ سے یہان آکر بسے پرتابگڈہ کے سوم بنسی الہ آباد سے آئے اور گونڈہ کے کلہان دکھن اور پچھم کے دور دراز ملکون سے۔

۳ ہندو راجاؤن اور سردارون نے ابھی بھر قوم کی سلطنت کو میٹ دینے سے فرصت نہ پائی تھی کہ اتنے مین مسلمانون کی ایک قوی بادشاہت جونپور مین قائم ہوگئی سب سے لائق اور ہوشیار بادشاہ وہان کا ابراہیم شاہ شرقی ہوا اوسنے بہت کچھ چاہا کہ اودھ کو تابع کرلے اور اپنی کوشش مین کامیاب بھی ہوا اوسکے نائبون نے لڑبھڑ کر سب بڑے قصبون پر دخل کرلیا اور اوسکی طرف سے قاضی سب جگہ عدالت مین مقدمے فیصل کرنے لگے بڑے بڑے ہندو راجہ اور سردار بھاگ کر چھپ رہے اور تھوڑے عرصہ تک صوبہ اودھ جونپور کے بادشاہ کے تابع رہا لیکن ۱۴۴۰ء مین ابراہیم شاہ مرگیا اوسکے مرتے ہی اودھ کے باشندون نے سرکشی اختیار کی مسلمان حاکمون کو مار ڈالا اور ایک ہندو راجہ تلوک چند سب سردارونکا سرگروہ بن بیٹھا راجہ تلوک چند پرانے راج قنوج کا شہزادہ تھا اور علاوہ عالی خاندان ہونیکے بڑا منتظم اور قابل تھا اوسنے اپنے لیے صرف بائیس پرگنے رکھ لیے تھے لکھنؤ سے پرتابگڈھ تک اوسکا علاقہ

اور خانہ بدوش ہین - اونکی قوم اور نسل بڑی نیچی تھی اور بانی اونکے خاندان کا راج قنوج کا تابعدار تھا اسنے اپنے مالک سے سرکشی کی اور قلعۂ اجی گڈھ پر بندیلکھنڈ مین قابض ہو بیٹھا اوسکے مرنیکے بعد پانچ راجہ اور ہوے آخری راجہ ملکی قلعے کالنجر مین رہا کرتا تھا۔ جب قنوج کا راج ۱۱۹۳ع مین مسلمانون کے ہاتھ سے تباہ ہوا تو ملکی کے بھائی دلکی نے کل دوآب کو فتح کر لیا اور سب ملک پر مالوہ تک قابض ہو گیا لیکن دونون بھائیونکو ۱۲۴۶ع مین ناصر الدین محمد بادشاہ دہلی نے شکست دی اور کل قوم کا زوال ہوتے کچھ دیر نہ لگی

۲ تیرھوین صدی مین بہت سے مسلمان آکر اودھ مین بسے جب قنوج کا راجہ جی چند اور اوسکا بھائی مانکچند اپنے شہر کڑہ اور مانکپور چھوڑ کر بھاگ گئے تو اونمین سید اور شیخ جا بسے جنھون نے بلگرام راجپوتون سے چھین لیا - اور بادشاہ ناصر الدین نے مسلمانون کو ضلع بہرائچ مین کثرت سے آباد کیا کچھ عرصہ کے بعد شیخ لکھنؤ مین بھی جا کر بسے اسیطرح سے بہت سے قصبے مسلمانون کے ہاتھ آئے اونھون نے بھر پاسی یا رجپوتون کو زیر کرکے دخل کیا - لیکن آس پاس کے دیہات مین اونکا اختیار کچھ نہ چلا اگر یہ کبھی دیہات پر قبضہ کرنیکی جرأت کرتے تھے تو چھتریون کے مقابلہ کی وجہ سے پھر اپنے گھر لوٹ آتے تھے خاص اونکے قبضہ مین قاضی قرآن کے رو سے مقدمے کرتا تھا اور کوتوال کل آبادی کا انتظام - تاکہ امن چین رہے باہر سے جو سوداگر آتے تھے اوسنے چنگی لیجاتی تھی -

دوسرا سبق

مسلمان حاکم اور ہندو راجہ

۱- بھر قوم کا جب زوال ہوا اور اوسکے سردار بھاگ گئے تو مسلمانون نے صوبۂ اودھ کے دو حصے کر ڈالے ایک جاگیر بہرائچ اور دوسری جاگیر مانکپور - ہر ایک انین سے کسی نہ کسی شہزادے یا امیر کبیر کو بادشاہ دہلی کے یہانسے ملتی تھی اور دونون کی بڑی قدر تھی اکثر یہانکے نائب بادشاہ دہلی سے سرکشی بھی کرتے تھے جب ایسا ہوتا تھا تو موقوف کر دیے جاتے تھے یا بدل دیے جاتے تھے لیکن ۱۲۹۰ع مین دونون جاگیرین ملا کر علاء الدین خلجی کو

مسلمان کرتا چلا جائے اوسنے دہلی کو سر کیا اور وہان چھ مہینے رہکر قنوج کی طرف جھکا۔ قنوج کے راجہ نے اوس سے دوستی ظاہر کی اور بطور مہمان کے اوسکو شہر کے اندر لے گیا لیکن جلد اودھ کی طرف بہیجدیا اور اپنے سر سے بلا ٹالی آ اودھ مین گھس کر سید سالار نے بارہ بنکی کے ضلع مین ستر کھ پر جھنڈا اور خیمہ گاڑ دیا ستر کھ پر جو اوس زمانہ مین ایک شہر اور بڑا تیرتھ تھا پورا دخل کرلیا۔ وہان سے سید سالار کے ماتحت افسر اسلام کی فوجین لیکر بہرائچ اور بنارس کو فتح کرنے چلے اور غرض یہ تھی کہ وہان کے ہندوؤنکو مسلمان کر ڈالین راجان بہرائچ اور راجگان گڑہ مانکپور اس بات پر متفق ہوگئے کہ مسلمانون کا مقابلہ کیا جائے۔ مانکپوری تو ہار گئے لیکن بہرائچ مین لشکر اسلام کو ہندوؤن نے سخت پکڑا اور سید سالار نے یہی مناسب سمجھا کہ خود جاکہ میدان جیتے۔ ۱۰۳۳ء مین سید سالار گھاگرا پار اوترے سہیت مہیت کے راجہ سہیلدیو نے اونکا مقابلہ کیا مسلمانون کی فتح اور راجہ کی شکست ہوئی پھر انہین دونون مین سہیت مہیت کی دیوار کے تلے لڑائی ہوئی لیکن کچھ فیصلہ نہوا۔ دو سال تک مسلمانون کا اوس سرزمین پر قبضہ رہا۔ بعد ازان آخری لڑائی بہرائچ مین ہوئی اور مسلمانون کی شکست ہوئی سید سالار مارے گئے اور مسلمان سب مار کر نکالدیے گئے جہان پر سید سالار شہید ہوے تھے وہان پر اب تک ہر سال میلا ہوتا ہے اور نیچ قوم کے ہزارون آدمی جھنڈیان لیکر جمع ہوتے ہین — سہیلدیو کا راج گیارھوین صدی کے آخر مین جاتا رہا قنوج کے راجہ سری چندر دیو نے جس سے مسلمانون سے بہت دوستی تھی اوسکو برباد کردیا۔

باب دوم مسلمانونکا دخل

پہلا سبق بھر قوم کا عروج اور مسلمانون کی نوآبادیان

۱ سلطان محمود کے حملون کے بعد تھوڑی مدت کے لیے بھر قوم کا بھی عروج ہوگیا اور اونکا راج جنوبی اودھ اور دواب سے لیکر مالوہ تک پھیلا۔ بھر قوم کے لوگ تو ابتک جنگل کی سرحد پر بہت سے نظر آتے ہین قد اونکا پست ہوتا ہے رنگ سیاہ اور شکار کے بڑے شائق ہوتے ہین۔ مثل ڈوم اور تھارو وغیرہ کے ہمیشہ گھوما کرتے ہین

کاشمیر کے بڑے بھاری راجہ مالگھوانا کو شکست دیکر پشاور سے مالوہ تک اور مالوہ سے بنگال تک حکومت کی اجودھیا کے شوالے ٹھاکردوارے اور تیرتھ استھان جو گر گئے تھے اور بے مرمت پڑے تھے سنے سر سے بنوا دیے مگر بکرماجیت متعصب ہندو تھا اسلیئے اوسنے بودھ مت والون سے لڑنا شروع کیا نیا مذہب اسوجہ سے رک گیا اور بودھ مت برہمنون کے مذہب کے آگے پست پڑ گیا ان مذہبی لڑائیون سے بکرماجیت کی سلطنت تباہ ہوگئی بعد اوسکے مرنیکے تیس برس کے اندر سروستی کا راج پاٹ پٹنہ کے راجہ کے ہاتھ آگیا اور تین سو برس کے بعد جب ایک چینی سیاح بودھ مت والا اپنے متبرک مقامون کو دیکھنے کے لیے سروستی تک آیا تو اوس مقام کو اوسنے اجاڑ پایا دو سو برس بعد پھر جب ایک اور جاتری نے اوسے اگر دیکھا تو چارون طرف اوسکے گھنا جنگل تھا اور اوسمین جنگلی جانور ہاتھی وغیرہ رہتے تھے اسطرح سے آٹھ سو برس کی حکومت کے بعد راج سروستی ختم ہوگیا۔

تیسرا سبق

۱ پٹنہ کے راجہ اودھ مین سترہ پشت تک راج کیا کیے اوسکے بعد گھاگرا پار کے سری باستم خاندان کے لوگ حاکم ہوے اونمین سے راجہ تلوک چند مشہور ہے اس خاندان کا مذہب بودھ مت یا جین مت تھا۔ لیکن اجودھیا پر سے اونکا قبضہ جلد جاتا رہا اور اجودھیا بعد ازان قنوج کے راجاؤن کے تحت حکومت رہی تب سے نہ اوسکے راجہ رہے نہ ولی نہ پیر و فقیرون کا حال کچھ سننے مین آیا شاید وہان پھر جنگل ہوگیا۔

۲ سنہ عیسوی آٹھ سو اور نو سو برس کے درمیان مین قوم تھارو پہاڑون سے اوتری اس قوم نے اپنی مشاقی سے جنگل کو اجودھیا تک صاف کر ڈالا خود اوس مین بسی اور اوسپر قابض رہی سو برس کے بعد سوم بنسیون نے شمال غرب سے آکر اونسے حکومت چھین لی اور ایک سوم بنسی خاندان سروستی کے قریب راج کرتا تھا کہ اول مرتبہ مسلمانون نے اودھ پر حملہ کیا

۳ سید سالار سلطان محمود غزنوی کا بھانجا اس حملہ کا سرگروہ تھا مذہبی جوش کی وجہ سے وہ ہندوستان کے اندر تک گھسا چلا آیا تاکہ جتنے ہندو ملین اونکو

اوترکو سلارام کے بیٹے لوا کے حصہ مین پڑا اور لوا نے اپنا دارالسلطنت سروستی مین قائم کیا جسکو سہیت مہیت کہتے ہین اور جسکا نام و نشان ابتک ضلع گونڈہ مین موجود ہی۔

۳ اجودھیا کے راجاؤن کی نسل مین راجہ سومنتر آخری بادشاہ ہوا اوسکی وفات پر اس راج کو ایسا زوال ہوا کہ اجودھیا اوجڑ گئی اور شاہی سورج بنسی خاندان کے لوگ گھر سے نکلکر دور دراز ملکون مین جا کر بسے۔

دوسرا سبق

۱ اس زمانہ کے بعد پھر اودھ کا کچھ حال معلوم نہین ہوتا کہ کیا ہوا اور کسنے کیا کیا۔ لیکن سکھیا مُن کی پیدائش سے پھر سچی تاریخ شروع ہوتی ہی یہ بزرگ مقام کپیلا مین پیدا ہوا اسنے اپنا نیا مذہب یعنے بودہ مت جاری کیا اجودھیا اور سہیت مہیت مین اسنے عرصہ تک وعظ کہی اور کشن گڈہ مین اپنے طریق پر مرکے نجات حاصل کی یہ سب مقام راج کوسلا مین شامل تھے بودہ مت والونکی کتابون سے معلوم ہوتا ہی کہ اس زمانہ مین صوبہ اودہ آباد تھا سروستی کے راجہ راج کرتے تھے۔ راجہ پرسناجیت نے پہلے پہل بودہ مت اختیار کیا یہ باتین ساڑھے چار سو برس پیشتر پیدائش حضرت عیسیٰ کے ہوئین

۲ جب بودہ مت کو رواج ہوا تو برہمنی اور بودہ مت والون مین رفتہ رفتہ میل جول ہوتا گیا اور ایک دوسرے کی عزت کرنے لگے برہمنون نے اونکے متبرک درخت برگد کو پوجانا شروع کیا اور بودہ مت والون نے وشنو اور مہا دیو کی پرستش کی برہمنون نے بودہ مت والون کے طریق پر گوشت کھانا چھوڑ دیا اور سنیاس لینے کی ہر ایک ذات کے لوگون کو اجازت دیدی بودہ مت والے اسکے عوض مین بڑی عزت برہمنون کی کرنے لگے۔

۳ سروستی کے راج کو راجہ بکرماجیت اودہ کے آخری راجہ کے وقت مین بڑی رونق اور عظمت حاصل ہوئی یہ راجہ ڈیڑہ سو برس بعد عیسےٰ کے تخت نشین ہوا اور اوسوقت مین ہندوستان کا سب سے بڑا زور آور بادشاہ تھا اس راجہ نے

پچھم طرف واقع ہی اس ضلع کی شمالی حد ترائی ہی اسلیے آب و ہوا یہان کی بالکل ناقص پانی اچھا نہین کاشتکار اکثر مسلمان ہین - صدر مقام بہرائچ بھر قوم کی بستی بڑا پرانا قصبہ ہی دو ہزار برس اودھر تک اسکا حال ملتا ہی سید سالار غازی کی یہان قبر ہی اور ہر سال میلہ ہوتا ہی نانپارہ جنگل کی سرحد پر مویشی کے واسطے مشہور ہی یہان پہاڑی لوگ تجارت کے لیے آیا کرتے ہین فخرپور اور حسام پور دو بڑے موضع ہین یہان کے رہنے والونکو گھینگا ہو جاتا ہی -

حصہ دوم

ہندؤنکا زمانہ

باب اول

سلطنت اجودھیا

پہلا سبق

۱ اودہ جسکو اجودھیا کا راج کہتے ہین بہت قدیم زمانہ مین قائم ہوا پہلے اس راج کو کوسلا کہتے تھے اور بانی اسکا اکشواکو تھا منو اسکا پہلا بڑا راجہ ہوا اور اجودھیا اوسکا دارالسلطنت تھا یہ شہر اتنا بڑھا کہ اڑتالیس کوس کے گرد بسا انکے بعد اور بہت سے راجہ ہوے اور رگھو ایسا زبردست اور قوی بادشاہ ہوا کہ اوسنے کل ہندوستان کو فتح کرلیا اور تاتار اور تبت تک اوسکا جانا لکھا ہی

۲ راجہ دسرتھ رگھو کے پوتے تھے اور یہ اپنے وقت کے بڑے نامی راجہ تھے لیکن اونکے یہان راجہ رام چندر پیدا ہوے اور اونھون نے ایسے ایسے کام کیے کہ سب لوگ دسرتھ کو بھول گئے راجہ رام چندر نے دکھن اور لنکا کو فتح کرلیا اور ایسے نکلے کہ اونکی ذاتی خوبیون اور عظمت نے کرورون ہندؤنکے دلونمین جگہ کرلی ہی رام و سیتا کے حالات سے تو سب ہندؤنکے لڑکے واقف ہین اسقدر لکھنا کافی ہی کہ راجہ رام چندر کی وفات کے بعد اونکی سلطنت کے دو حصہ ہوگئے

۳ ضلع پرتابگڈھ کے شمال مین سلطانپور جنوب مین الہ آباد اور جونپور
واقع ہی سئی ندی یہان بہتی ہی اوکھ اور نیل کثرت سے ہوتا ہی بھیڑ اور بکریون کی بھی
کثرت ہی قصبہ پرتابگڈھ جسکو سوم بنسی راجہ پرتاب سنگھ نے بسایا تھا اب
تباہ ہی صدر مقام بیلہ ہی جسمین صرف پانچ ہزار آدمی بستے ہین - مانکپور بڑا قصبہ مشہور ہی
یہان مسلمانون اور قوم بھر سے بڑی لڑائیان ہوئی ہین تحصیل پٹی سے شکر باہر جاتی ہی -
۴ ضلع فیض آباد سلطانپور کے شمال مین واقع ہی پوربی حد اسکی بارہ بنکی
اور شمالی حد گھاگرا ہی اس ضلع مین بیراگی بہت ہین شہر فیض آباد کو اول نواب
صفدر جنگ نے بسایا اب اوسکی آبادی اڑتیس ہزار کے قریب ہی نواب
شجاع الدولہ اور اونکی بی بی بہو بیگم کے یہان مقبرے بنے ہین ٹانڈہ مین آگے
کپڑا کثرت سے بنتا تھا اور اب بھی تھوڑا سا بنتا ہی آبادی اسکی تیرہ ہزار ہی عموماً جولاہے
بستے ہین - اجودھیا ڈھائی کوس پر پورب رخ ہی ہندونکا بڑا متبرک مقام ہی کیونکہ
راجہ رام چندر نے یہین اوتار لیا -
۵ ضلع گونڈہ - گھاگرا پار کے دو ضلعون مین سے گونڈہ فیض آباد کے
شمال مین ہی اور نیپال کے پہاڑون تک چلا گیا ہی چونکہ ترائی کے نیچے ہی اسلیے آب و ہوا
یہان کی صحت بخش نہین اس ضلعے مین چاول بہت عمدہ اور کثرت سے ہوتا ہی
اصلی باشندون مین سے تھارو لوگ شمال مین بہت سے بستے ہین - صدر مقام گونڈہ
پرانا قصبہ ہی آبادی بارہ ہزار - بلرام پور مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر سب سے اعلی
تعلقہ دار اودھ کا صدر مقام ہی آبادی چودہ ہزار - پہاڑ کے دامن مین سے کچھ لوہا نکلتا ہی
شیر اور جنگلی سور ترائی مین کثرت سے ہین - نوابگنج ٹیڑھی ندی پر بڑی بھاری منڈی ہی
یہان سے غلہ گھاگرا کی راہ باہر جاتا ہی تلسی پور کے قریب دیبی پاٹن کا میلا
ہوتا ہی اور وہان پہاڑی لوگ گھوڑے ٹٹو - مشک - مصالح اور چڑیان بیچنے کو
لاتے ہین -
۶ ضلع بہرائچ گھاگرا پار کا دوسرا ضلع ہی نوابگنج کے اوترا اور گونڈہ کے

چھوٹا ہی پچھم طرف اسکی حد شاہجہان پور ہی اور پورب رخ گھاگرا لیکن سارداندی اسمین اندر سے ہوکر بہتی ہی اس ضلع کے اوتر مین سراسر جنگل اور ترائی واقع ہی اس وجہ سے یہان شکار بہت ملتا ہی کھیری گڈھ کے اوس پار جنگل مین ہاتھی پکڑے جاتے ہین سب سے بڑا قصبہ محمدی ہی۔ آبادی صرف سات ہزار گولہ پرانا قصبہ ہی اور گوکرن ناتھ مہادیو کے مندر کی وجہ سے یہان ہر سال بڑا بھاری میلا ہوتا ہی دھوریرہ بہت پرانا قصبہ ہی یہان آخری بادشاہ بھر قوم کے گوشہ گیر ہوے تھے۔

۶ ضلع ہردوئی سیتاپور کے پچھم مین واقع ہی اور غربی حد اسکی گنگا ہی سئی ندی ضلع کے اس سرے سے اوس سرے تک بہتی ہی اس ضلع کی آب وہوا بہت اچھی ہی اسی ضلع مین ہوکر مسلمان اودھ مین داخل ہوے ہردوئی صدر مقام شاہ آباد بہرایچ سے اوتر کر سب سے بڑا قصبہ ہی آبادی اٹھارہ ہزار۔ سندیلہ مین پندرہ ہزار سے زیادہ آدمی بستے ہین۔ بلگرام مشہور قصبہ ہی آبادی گیارہ ہزار۔ یہان بہت بڑے مصنف اور عالم ہوگذرے ہین۔

چھٹا سبق

۱ ضلع راے بریلی لکھنؤ کے جنوب مین واقع ہی اور دکھن رخ گنگا سے محدود سئی ندی اور لونی ندی اس ضلع مین بہتی ہین آبادی ٹھاکرون کی ہی۔ راے بریلی مین کمشنر صاحب رہتے ہین جائس پرانا اور مشہور قصبہ ہی جولاہی یہان کے کپڑے مین حرف لفظ اور عبارت تک بن دیتے ہین۔ ڈلمو گنگا کنارے ہی یہان میلا ہوتا ہی۔

۲ ضلع سلطانپور۔ راے بریلی سے پورب طرف ہی گومتی اسمین بہتی ہی صدر مقام سلطانپور ہی آبادی صرف چھ ہزار۔ پرانا شہر جہان ناظم رہتا تھا بغاوت کے جرم مین نیست و نابود کر دیا گیا تھا اوس سے ہٹ کر نیا قصبہ بسا ہی حسن پور اور بندھوا مین پھول کے برتن بہت عمدہ بنتے ہین امیٹھی مین راجہ کی وجہ سے رونق رہتی ہی۔

چھتری سب سے بڑھے ہوے ہین۔

پانچوان سبق

۱ ضلع لکھنؤ۔ شہر لکھنؤ۔ گومتی کے دونون طرف واقع ہی آبادی دولاکھ اکسٹھ ہزار۔ بجز کلکتہ مندراس اور بمبئی کے کوئی دوسرا شہر اسکے برابر نہین عمارتین اس شہر کی بڑی عالیشان یہان گومتی پر چار جگہ پل بندھا ہی۔ یہان سے کانپور بنارس اور شاہجہان پور کو ریل گئی ہی قصبہ کاکوری آگے دار العلم تھا یہانکے لائق آدمی ہندوستان بھر مین بڑے بڑے عہدون پر ممتاز ہین۔ ملیح آباد مین پٹھان بستے ہین اور آم یہان کے بہت مشہور ہین۔

۲ ضلع بارہ بنکی۔ لکھنؤ کے پورب طرف ہی اور شمال شرق مین دریاے گھاگرہ سے محدود زمین نہایت عمدہ اور زرخیز۔ نوابگنج صدر مقام انگریزی عملداری مین بسا ہی آبادی چودہ ہزار۔ تجارت شکر کی ہوتی ہی۔ ردولی پرانا قصبہ ہی بارہ ہزار سے کچھ زیادہ آبادی بہرام گھاٹ پر غلہ اور لکڑی کی بڑی سوداگری ہوتی ہی۔

۳ ضلع اوناؤ۔ لکھنؤ کے پچھم طرف واقع ہی اور جنوب غرب مین گنگا سے محدود پڑوا اس ضلع مین سب سے بڑا قصبہ ہی آبادی اوسکی گیارہ ہزار۔ موراںوان بہت پرانا قصبہ ہی کسی زمانہ مین نمک اور شورہ یہان بنتا تھا۔

۴ ضلع سیتاپور۔ لکھنؤ اور بارہ بنکی کے شمال مین واقع ہی اور پورب رخ دریاے گھاگرہ سے محدود چوکا ندی اس ضلع کے پورب کے حصہ مین بہتی ہی۔ یہان مویشی بہت ہوتے ہین سیتاپور کی آب و ہوا اچھی ہی اسلیے یہان سرکاری فوج کی چھاونی ہی۔ سب سے بڑا قصبہ خیرآباد ہی آبادی پندرہ ہزار۔ لہرپور مین گیارہ ہزار آدمی عموماً ہندو بستے ہین یہان ٹوڈرمل اکبر بادشاہ کے دیوان اور مالی وزیر پیدا ہوئے تھے۔ نیمکھار اور مصرکھ ہندوونکی پرستش گاہ ہین۔

۵ ضلع کھیری۔ سیتاپور کے شمال مین واقع ہی یہ ضلع نیپال کو ادترین

اور کلوار جو کسی زمانہ مین کثرت سے تھے اب تباہ حال ہین اور لکھنؤ کے عمدہ کاریگر اپنے کام کو مفلسی کی وجہ سے بڑھا نہین سکتے اور نہ کوئی اونکی چیزونکا خریدار ہی ولایت کے کاریگرون اور ولایت کی چیزون نے سبکا رنگ پھیکا کر دیا ہی۔

۴ سوداگری کے ڈھرے خاصکر دو ہین ایک تو گھاگرہ سے بنگالہ کے رخ اور دوسرا لکھنؤ ہو کر کانپور کو۔ علاوہ اسکے تھوڑا سا لین دین کپڑے نمک ٹمو مصالح اور گوند وغیرہ مین نیپال سے ہوتا ہی روئی سوت نمک اور انگریزی کپڑا اودھ مین باہر سے آتا ہی اور اسکے عوض مین غلہ شکر اور تلہن یہانکے لوگ باہر لیجاتے ہین

چوتھا سبق

۱ کل آبادی مین سے صرف دسوان حصہ مسلمان ہین اور آٹھوان حصہ برہمن۔ ہندؤن مین چھٹے حصہ سے کچھ زیادہ برہمن ہین۔ ذات کی قید بہت ہی اور چونکہ لوگ اپنے باپ دادا کے پیشہ کو بدلنا معیوب سمجھتے ہین اسلیے ترقی کر نہین سکتے مذہب اونکا کہین شیوی کہین وشنو اور کہین شاکت ہی اور بعضے بودھ یا جین مذہب اختیار کیے ہین۔

۲ ہندو ہمیشہ سے ایماندار مشہور تھے اور اب بھی عموماً ایسے ہی ہین آپس کے ایمان اور بھروسہ پر سب کام اونکا چلتا ہی اور ہزارونکا لین دین ہوتا ہی برہمن اور رجپوت بڑے بہادر ہوتے ہین عزت و آبرو کا انکو بہت خیال رہتا ہی نیچ قومین بڑی کفایت شعار اور محنتی ہین سبکو ظلم سے اور کشت و خون سے نفرت ہی اونمین بڑا نقص البتہ یہ ہی کہ اپنے ارادے پر مضبوط اور ثابت قدم نہین رہ سکتے جہان ذرا سی بھی مشکل آپڑی وہین ہمت ہار دیتے ہین۔ نیم دھرم پوجا پاٹ مین تو سب مستعد رہتے ہین لیکن اصول اخلاق کا اونکو کم لحاظ رہتا ہی۔

۳ باشندے اودھ کے میانہ قد چست و چالاک ہوتے ہین تکلیف اور درد بہت سہہ سکتے ہین لیکن طاقت و زور مین افغانون اور سکھون سے کم ہین آنکھ ناک اونکی بہت درست اور وضع اور قطع بہت اچھی قد و قامت زور بازو اور رنگ روپ ہین

بھری رہتی ہین۔ جنگلی مرغ ترائی کے جنگل مین پیدا ہوتا ہی اور مور ہر ضلع مین کثرت سے ہین بھیڑیے اور سانپ آدمی کی جان لیتے ہین اور گو کہ بہت سے مارے جاتے ہین لیکن کم ہوتے معلوم نہین ہوتے۔ شیر اور ہاتھی نیپال کی ترائی کے اس پار نظر نہین آتے۔ پالو جانور مثل گاے۔ بیل۔ بھینس۔ گدھا۔ سور۔ بھیڑ۔ بکری وغیرہ گو کہ پست قد اور بدصورت ہوتے ہین لیکن مضبوط اور بہت بچے دینے والے ٹانگھن۔ ٹٹو جو یہان پیدا ہوتے ہین عموماً بدذات اور شریر ہوتے ہین لیکن بوجھ لیکر منزلون جاسکتے ہین۔

تیسرا سبق

١ اودھ کی آب وہوا نہایت معتدل ہی نہ زیادہ گرمی نہ سردی۔ بارش موافق سے ہوتی ہی۔ تین مہینے نومبر دسمبر اور جنوری مین بالکل صحت رہتی ہی زمین ایسی زرخیز کہ آب وہوا کی مدد سے تین فصلین بوئی اور کاٹی جاتی ہین خریف ہنوت اور ربیع علاوہ متفرق چیزون کے جو وقتاً فوقتاً کاٹ لیتے ہین۔ مثلاً اوکھ فروری مین۔ روئی مئی مین تمباکو اور سرسون جنوری مین اور سانوان جب چاہین تب تیار کرلین۔ کاشتکارون مین مراؤ اور کاچھی سب سے ہوشیار اور محنتی ہوتے ہین اور یہی لوگ قیمتی چیزین مثلاً تمباکو افیون مصالح اور ترکاریان بوتے ہین۔

٢ اودھ کی آبادی قریب قریب ایک کرور بارہ لاکھ کے شمار کی گئی ہی اگر اوسکو ۲۴ ہزار مربع میل کے رقبہ پر پھیلاوین تو فی مربع میل یعنے ایک میل لانبی اور ایک میل چوڑی قطع زمین پر چار سو ستر آدمی کی بستی ٹھیری چونکہ یہان کوئی کان چاندی سونے کوئلے لوہے پتھر کی نہین ہی جس سے لوگون کی روزی اور معاش نکلے رعایا کی پرورش کا سب بوجھ زمین پر پڑتا ہی۔ لوگ یہان سے باہر غلہ لیجاتے ہین تاکہ اوسکے عوض مین اور ضروری چیزین وہان سے لائین۔

٣ سو مین نوے آدمی دیہاتی ہین بمقابلہ دس شہر والونکے اور کم سے کم سو مین ستر کاشتکاری کرتے ہین۔ دوسرا کوئی کام ایسا نہین جس سے منافع ہوجولا ہے

نکلتی ہین لیکن گنگا گھاگرا اور راپتی ندی برفستان ہمالہ سے اپنا پانی پاتی ہین -

۴ علاوہ ندی اور دریاؤن کے بہت سی جھیلین اور تال موجود ہین بہتی جھیل ضلع پرتابگڈھ مین اور سانڈی ضلع ہردوئی مین بڑی جھیلین ہین جھیل اور تالونمین بہیا کے وقت پانی بھر جاتا ہی اور گرمی کے موسم مین آبپاشی کے لیے بہت کام آتا ہی

سبق دوسرا

۱ اودھ مین کسی چیز کی کان نہین ہی - نمک - شورہ اور سوڈا نوابی مین بہت بنتا تھا لیکن سرکار نے اوسکا بننا روک دیا ہی کنکر زمین کے تلے بہت جگہ ملتا ہی اور اس سے پکی سڑک یا چونا پکے مکان کے لیے بنتا ہی -

۲ درختون مین سے جنگلی لکڑی اچھی ہوتی ہی اور مکانات مین صرف ہوتی ہی اول ساکھو ہی عمدہ سے عمدہ ساکھو کے لٹھے کھیری گڈھ کے جنگل مین کاٹے جاتے ہین اور چھ یا آٹھ لٹھے ڈونگی مین باندھکر گھاگرا کے دھارے پر چھوڑ دیتے ہین جب بہرام گھاٹ کے کنارے پہونچ جاتے ہین تو وہان بذریعۂ دخانی کل کے اونکے شہتیر بلیان اور تختے اوتارے جاتے ہین - شیشم کی لکڑی عمدہ چکنی اور کڑی ہوتی ہی دہاؤ کی گاڑی کے بم کے لیے بہت قیمت ملتی ہی اور ٹکری اور ہمہ اسباب بنانے اور چھت پاٹنے کے واسطے کارآمد ہین - کھیر کی لکڑی ٹکڑے ٹکڑے کر کے اوبال ڈالتے ہین اور کتھا نکال لیتے ہین -

۳ خودرو درختون مین برگد - پیپل اور پاکر بڑے فضادار ہوتے ہین مہوے سے بڑا نفع ہی - لگائے ہوئے درختون مین انبہ - بانس - بیل کیلا کٹھل - امرود - اور کئی طرح کے لیمون کئی قسم کی نارنگیان ہوتی ہین -

۴ اودھ کے چرند و پرند ویسے ہی ہین جیسے تمام گنگا کے کفدست میدان مین نظر آتے ہین - چیتے - ترکل کے جنگل جھاڑیون مین دریا کنارے رہتے ہین اور نیل گاے کے غول کے غول تمام صوبہ مین ملتے ہین - اوسرزمین مین گومتی اور گنگا کے کنارے کالا ہرن رہا کرتا ہی - سردی مین جھیلین مرغابیون اور پن ڈبیون سے

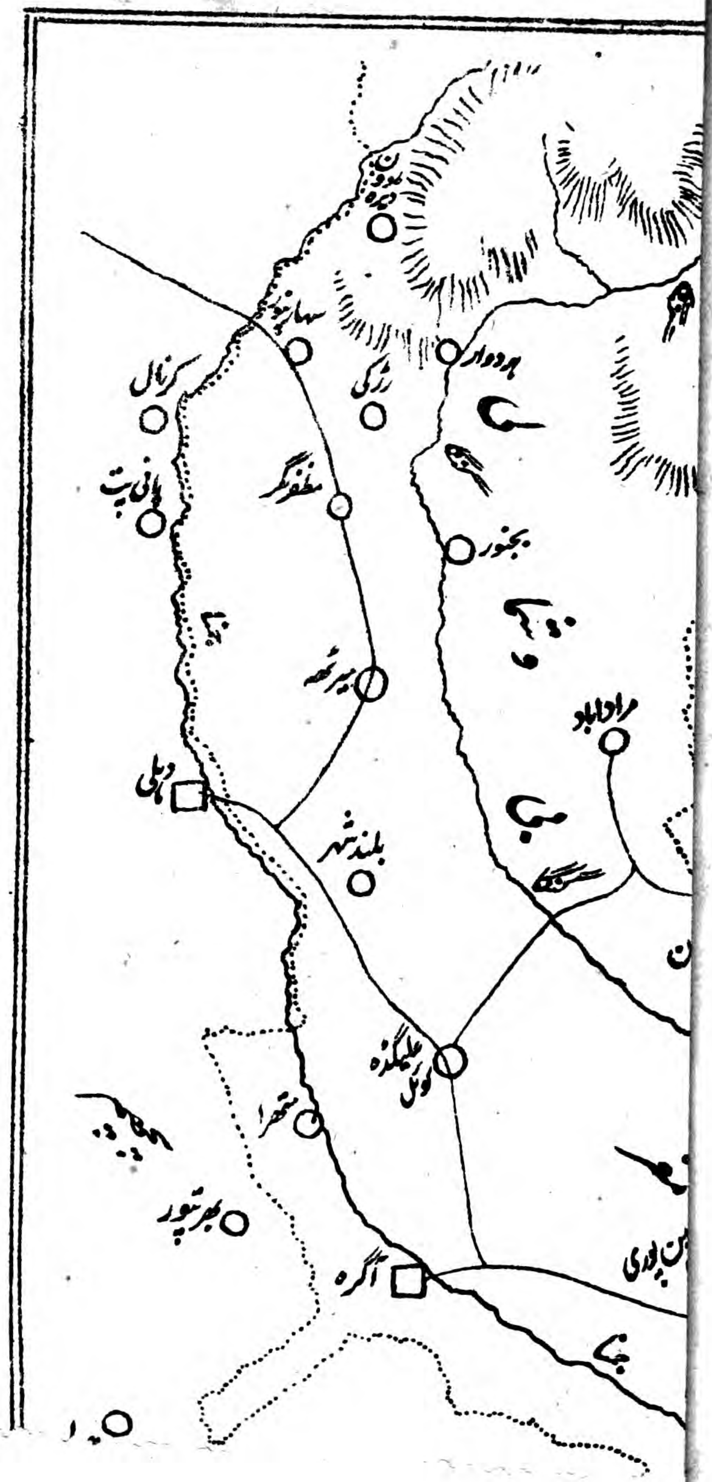
ڈیرہ دون
سہارنپور
ہردوار
رڑکی
کرنال
پانی پت
مظفرنگر
بجنور
میرٹھ
مرادآباد
دہلی
بلند شہر
کول علیگڈھ
متھرا
بھرتپور
آگرہ

INDIAN INSTITUTE
Oudh ka Bayan

اودھ کا بیان

مولفہ

پنڈت بشمبر ناتھ تھلل ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول پرتاب گڈھ

حسب الحکم جناب فیضمآب جان سی نسفیلڈ صاحب بہادر ایم اے

انسپکٹر مدارس اودھ

واسطے استعمال طلبہ مدارس اودھ کے

بار دوم مقام لکھنؤ

مطبع منشی نولکشور مین منطبع ہوا

سنہ ۱۸۸۳ع

Awadh kā bayān

Indian Institute, Oxford.

The Lucknow Sparks Library.

Presented

by

Munshi Newul Kishore.